سوال

(226) مسئلہ کفاءت اور اسلام

جواب

السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

مسئلہ کفاءت اور اسلام

الجواب بعون الوهاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

مسئلہ کفاءت اور اسلام

(ازمولانا عبدالجلیل صاحب ناظم دارلعلوم شیہنیاں ضلع بستی)

اسلام ہی وہ مذہب ہے جسے تمام محاسن وکمالات ساری دلربا ئیوں اور خوبیوں کا جامع کہنا درست ہے۔ اس کے تمام اصول اور قوانین عین فطرت نیچر کے مطابق ہیں۔ بنا بریں کفاءت کا مسئلہ محض ایک معاشرتی اخلاقی اور سوسائٹی کی حیثیت رکھتا ہے۔ اسے کوئی شرعی اہمیت حاصل نہیں۔ ورنہ یہ مسئلہ اسلام کے نقارہ عام اس کی مساوات عامہ اور عالم گیر دعوت کے سخت منافی ہوگا۔

کیونکہ عہد رسالت ﷺ کے عظیم الشان مجمع میں کالے گورے عربی عجمی ہندی ترکی کے قومی امتیازات اور حسب ونسب ذات پات کے تفاخر وتبختر کو حرف غلط کی طرح مٹا دیا گیا۔ سیادت وشیخیت کے باطل اور جاہلانہ عقیدے کو محو کرکے صرف خشیة اللہ اور التقاہی کو وجہ تفوق اور موجب تفضل قرار دیا گیا۔

لا فضل لعربی علی عجمی ولا احد علی اسود کلکم من ادم وادم م تراب

کے اندر اسی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔ نیز آج سے چودہ سو قبل نیز فضائے عرب میں اقوام عرب خصوصاً قریش جیسی متکبر ومغرور قوم کے سامنے رسالت آب ﷺ نے خطیبانہ شان وشوکت سے حسب نسب کے تفاخر خاندانی اور آبائی نخوت وغرور اور قومی سبب وتکبر کے استیصال وبیخ کنی کا اعلان فرمایا!

یا معشر قریش ان اللہ قد اذہب عنکم نخوة الجاہلیة وتعظمها بالاباء اللعجب کل العجب

مسلمانوں کی شومئی قسمت کو دیکھئے۔ جہاں ان میں ہزاروں انواع اقسام کے اختلافات موجودتھے۔ وہاں مسئلہ کفاءت کی بنیاد رکھ کر اختلاف وتفریق کی خلیج کو اور زیادہ وسیع کیا گیا۔ مسئلہ زیر بحث میں جس غلو سے کام لیا گیا۔ اور جن طویل وعریض تفریحات اور فقہی موشگافیوں کا مظاہرہ کیا گیا ہے۔ ان کی تفصیل کے لئے شرح وقایہ ص20و21ج2 نیز بحر فتح بنایہ۔ جامع الرموز قاضی خان۔ بدائع ظہیریہ وغیرہ کتب فقہ کا مطالعہ کیجئے۔ جن میں نہایت تفصیل کے ساتھ لوہار دریان سائنس دھنیا درزی سقہ صراف بزاز عطار حجام جولاہاو غیرہ کی تقسیمات وتفریحات سے سینکڑوں اوراق مملو نظر آیئں گے۔اتنے بڑے اہم مسئلہ کی بنیاد جن دلائل وبراہین پر ہے۔ ہم زیل میں ان فقہاء کے دلائل پر تنقیدی نظر ڈالتے ہیں۔ ناضرین کرام غور سے مطالعہ کریں۔

پہلی حدیث

تخیر والنطفکم وانکحزاالاکفاء

یعنی ''اپنے نطفوں کےلئے اچھی عورتوں کا انتخاب کرواور نکاح کفو سے کرو۔''

اس حدیث کو بروایت ام لمومنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حاکم اور ابن ماجہ رحمۃ اللہ علیہ نے نقل کیا ہے۔ اگرچہ اس حدیث کو فقہاء نے استدلال میں پش کیا ہے۔ مگر اس حدیث کے جتنے بھی مختلف طرق ہیں۔ سب ضعیف ومخدوش ہیں۔ اس کے رواۃ صارف بن عمران سلمان بن عطاء محمد بن مروان عکرمہ بن ابراہیم ہیں۔ مگر سب ضعیف ہیں۔

حارث بن عمران جعفی کے متعلق لکھا ہے۔ ضعیف ورماہ ابن حبان بالوضع تقریب تفصیل کے لئے دیکھو اسماء الرجال نیز اس حدیث کو علامہ حافظ محمد بن طاہر رحمۃ اللہ علیہ مقدسی نے اپنی کتاب تزکرۃ الموضوعات میں موضوعات کے تحت میں بیان کیا ہے۔ اور حافظ زہبی نے اس کے ایک راوی کو ضعیف اور دوسرے کو متہیم بتایا ہے۔ ابن ابی حاتم نے بے اصل منکر اور باطل ٹھرایا ہے۔

دوسری حدیث

الالایزوح النساء الاالاولیاء ولایزوجن الامن الاکفاء

''یعنی عورتوں کا نکاح اولیاء ہی کریں۔ اوران کی شادی کفو ہی سے ہونی چاہیے۔''

یہ حدیث حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منقول ہے۔ اس کی سند میں دوراوی ضعیف ہیں ایک بشر بن عبید دوسرے حجاج بن ارطاط۔ بشر بن عبید زبا تفاق محدثین ضعیف اور متروک ہے۔ نیز وضع حدیث کے ساتھ بھی متہم کیا گیا ہے۔ البتہ حجاج بن ارطاط کو بعض لوگوں نے کچھ ثقہ بھی بتایا ہے۔ مگر اکثر آئمہ نے مدلس اور ضعیف کہا ہے۔ اس لئے اس جرح مفصل کے مقابلہ میں بعض کی توثیق زیادہ قابل اعتماد نہیں۔ بشر بن عبید کو تو امام المحدثین امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ دار قطنی رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ نقادان نے ساقط الاعتبار بتایا ہے۔ اسی لیے یہ حدیث کسی طرح قابل حجت نہیں۔ نیز اسی حدیث کی ایک سند ابن ابی حاتم سے بھی منقول ہے۔ اور بغوی وغیرہ نے اگرچہ حسن بھی کہا ہے۔ مگر تمام تر محدثین نے بالکل ضعیف بتلایا ہے۔ اس حدیث کا ایک راوی عباد بن منصور نہایت ہی ضعیف اور منکر الحدیث ہے۔ چنانچہ امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ قابل حجت نہیں امام ابن معین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ قوی نہیں۔ بلکہ محض لاشئے ہے۔ بقول ابن سعد محدثین نے منکر الحدیث اور بالکل ضعیف بتلایا ہے۔ علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے اسے موضوعات میں شامل کیا ہے۔ نیز ائمہ حدیث سے اس کے متعلق مختلف اقوال بھی نقل فرمائے ہیں۔ اس کے علاوہ دیگر مختلف اسانید سے بھی یہ حدیث منقول ہے۔ مگر بقول ابن عدی کوئی بھی طریقہ صحیح نہیں۔ کیونکہ ہر ایک کا راوی بشر بن عبید ہے۔ جو کہ کذاب اور وضاع حدیث بتلایا گیا ہے۔ بہقی اور دار قطنی نے بھی اپنی سنن میں اس حدیث کو روایت کیا ہے۔ مگر ساتھ ہی ضعیف اور متروک بھی ٹھرایا ہے۔

تیسری حدیث

عن ابن عمر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم العرب بعضھم اکفاء بعض والموالی بعضھم اکفاء بعض الاحائکا اوحجاما

اس حدیث کوامام حاکم نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل کیا ہے۔ فقہاء اس استدلال میں برابر پش کرتے ہیں۔ حالانکہ یہ ان کے طریق استدلال کے خلاف ہے کیونکہ یہ حدیث قابل احتجاج نہیں۔ اس حدیث کی سند میں ایک راوی مجہول ہے۔ نیز اس حدیث کے متعلق ابن ابی حاتم نےاپنے باپ سے پوچھا انہوں نے جواب دیا۔

ہذاکذب لااصل لہ وقال فی موضع باطل

یعنی یہ حدیث سراسر جھوٹ بے بنیاد اور باطل ہے۔ ابن عبدالبر کے تمہد میں دوسرے طریق سے بھی اس حدیث کی تخریج کی ہے۔ مگر اس طریق میں ایک راوی عمران بن ابی الفضل ہے۔ ابن حبان اس کے متعلق لکھتے ہیں۔

یروي الموضوعات عن الثقات

یعنی موضوع حدیثیں روایت کرتا تھا۔ نیز حافظ ابن عبدالبر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ ھذا منکر موضوع یہ منکر اور موضوع ہے۔ یہی وہ روایت ہےجسے ہشام بن عبید اللہ راوی نے عام مجمع میں بیان کیا اور (وباغ) کالفظ بھی بڑھادیا۔ جس سے وباغیوں نے حملہ کیا اور ایک جماعت ٹوٹ پڑی۔ یہاں تک کہ ان ک قتل کےلئے تیار ہوگئے۔ اسی حدیث کو ابن عدی اور دارقطنی نے دوسرے دو طریق سے بھی روایت کیا ہے۔ مگر دونوں طریقے ساقط الاعتبار ہیں۔ ایک طریق میں علی بن عروہ ہیں جن کو ابن حبان نے وضاع کہا ہے۔ اور دوسرے طریق میں محمد بن فضل بن عطیہ ہیں۔ ان کو بھی متروک الحدیث کہا گیا ہے۔ حاصل یہ ہے کہ اس حدیث کے بہت سے طرق ہیں۔ مگر تمام کے تمام طریقے ضعیف اور مردود ہیں۔ اسی واسطے حافظ ابن عبدالبر رحمۃ اللہ علیہ تمہید میں لکھتے ہیں۔

ہذا منکر موضوع ولہ طرق کلھا واہیۃ

یعنی اس حدیث کے بہت سے طریقے ہیں۔ مگر سب واہی اور بے کار ہیں۔ کوئی بھی قابل احتجاج نہیں۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مذکورہ بالا حدیث کی متابعت میں مسند بزار کی وہ حدیث جو معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے۔ پش کی جاتی ہے۔ مگر حدیث معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حدیث ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا شاہد ٹھرانا باطل وعبث ہے۔ کیونکہ مسند بزار کی یہ روایت خود منقطع ہے۔ خالد بن سعدان کا معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سماع ثابت نہیں۔ نیز اس میں ایک رواوی سلمان بن ابی الجون ہے۔ جس کو ابن القطان لکھتے ہیں۔ لایعرف یعنی مجہول ہے۔ دیکھو تفصیل کےلئے نیل الاوطار ص 36 جز 6 مصری وسبل اسلام ص 7 جز 2 فاروقی۔)

مسند بزار کی حدیث جسے حدیث ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا شاہد بتلایا جاتا ہے۔ حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ فتح الباری میں اسی حدیث معاذ شاہد کے متعلق لکھتے ہیں۔

واما اماخرجہ البوار من حدیث معاذ رفعہ العرب بعضھم اکفاء بعض والموالی بعضھم اکفاء بعض باسنادہ ضعیف

یعنی مسند بزار کی وہ حدیث جو معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مرفوعا مروی ہے۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ اہل عرب عرب کے کفو ہیں۔ اور غلام غلام کا کفو ہے۔ یہ حدیث ضعیف ہے۔

چوتھی حدیث

یا علی ثلث لا تو خرہا الصلوۃ اذا اتت و الجنازۃ اذا حضرت والایم اذا وجدت لہا کفوا

یعنی ''اے علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تین چیزوں میں تاخیر مت کرنا اولا نماز ہے۔ جب وقت آجائے تو تاخیر مت کرنا دوسرے جب جنازہ حاضر ہوجائے تو جلدی کرنا تیسرے جب کسی بیوہ کا کفو مل جائے تو تاخیر مت کرنا''

اعتبار کفو کے بارے میں سب سے قوی دلیل علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی یہ حدیث ہے۔جسے امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ اور حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی اپنی کتاب میں روایت کیا ہے۔ امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے تو اس حدیث کو غریب کہا ہے۔ ترمذی رحمۃ اللہ علیہ کی اس سند میں سعید بن عبد اللہ الجہنی ہے جو کہ بالکل ضعیف ہے۔ البتہ حاکم کی روایت میں سعید بن عبد اللہ بن الجہنی کے بجائے سعید بن عبد الرحمٰن جہنی کا نام آیا ہے۔ جو کہ امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ یا خود امام حاکم رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک معتبر ہے۔ نیز ابن ماجہ اور ابن حبان میں بھی یہ روایت موجود ہے۔ علاوہ ازیں اگر ہم رواۃ کی جرح وقدح تعدیل و توثیق سے قطع نظر کرلیں۔ جب بھی مخالف کا مقصد پورا نہ ہوگا۔ کیونکہ اس صورت میں یہ ثابت کرنا پڑے گا۔ کہ حدیث مذکورہ میں کفو کے معنی وہی ہے جو اصطلاح فقہ میں مستعمل ہے۔ نیز جو معنی فقہ کے دفتروں میں آپ ﷺ کے وصال کے صدیوں بعد بیان کیا گیا۔ وہی معنی آپ ﷺ نے لئے اور یہ بھی خیال رہے کہ آپ ﷺ کے ذاتی نمونے اور صحابہ کرام رضوان اللہ عنہم اجمعین کے عملی کارنامے اسی صورت میں حدیث کے مصداق کے خلاف تو نہیں؟ وودونہ خرط القتاد ہمارے نزدیک تو اس روایت میں کفو ہے۔ عمر اور دینی صلاحیت وغیرہ میں مساوات مراد ہے۔ کفو بمعنی مساوی قرآن مجید میں بھی آیا ہے۔ وَلَمْ يَكُن لَّهُ كُفُوًا أَحَدٌ

پانچویں حدیث

عن عبد اللہ بن بریدہ عن ابیہ قالت جاءت فتاۃ الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقالت ان ابی زوجنی ابن اخیہ لیرفع بی خیۃ ال فجعل الامر الیہا فقالت قد اجزت ما صنع ابی ولکن اردت ان اعلم النساء ان لیس الی الاباء ن الامر شیء رواہ ابن ماجہ والنسائی (نیل الاطارج 2 ص 35)

یعنی ''ایک نوجوان عورت آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کیا کے اے اللہ کے رسول ﷺ میرے باپ نے میری شادی اپنے بھتیجے سے محض اس غرض سے کر دی ہے۔ کہ میری وجہ سے اس کی زلت (خساست) دور ہوجائے۔ آپ ﷺ نے اس عورت کو فسخ کا اختیار دے دیا۔ مگر عورت نے پھر عرض کیا۔ اے اللہ کے رسول ﷺ میں اپنے باپ کے فیصلہ نکاح پر راضی ہوگئی۔ میری غرض صرف یہ تھی۔ کہ عورتوں کو اس بات کی خبر کردوں کہ اولیاء کو اجبار کوئی حق نہیں۔''

قاضی شوکانی حدیث ابن ماجہ رحمۃ اللہ علیہ کو صحیح بتاتے ہیں۔ اور کہتے ہیں۔ رجالہ رجال الصحیح حدیث کا مطلب تو بالکل واضح ہے اور اس سے یہ مسئلہ مستنبط ہوتا ہے۔ کہ اگر عورت کسی آدمی کے ساتھ نکاح پر راضی نہ ہو۔ مگر اولیاء بالجبر نکاح پڑھا دیں۔ تو عورت کے فسخ نکاح کا اختیار ہے۔ مضمون ہذا کی پہلی قسط میں عبد للہ بن بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث پر بحث کرتے ہوئے یہ لکھا گیا تھا کہ اس حدیث سے یہ مسئلہ مستنبط ہوتا ہے۔ کہ عورت کی عدم رضا کے وقت قاضی عورت کو فسخ نکاح کا اختیار سے سکتا ہے۔ اس واضح تیجہ کے بعد حدیث مذکورہ ہے۔ کفاءت کا اثبات محض تنکے کا سہارا ہے۔ رسالت مآب ﷺ کے عہد میمون میں صحابہ کرام رضوان اللہ عنہم اجمعین کا کوئی کام کرنا اور آپ ﷺ کا سکوت فرمانا اس امر کے جواز کی دلیل ہے۔ اس لئے مرافعہ گزار خاتون نے محض اپنے قلبی مقصد اجبار دلی کی تردید کے لئے مقدمہ دائر کیا تھا۔ اس سے کفاءت کا کوئی تعلق نہیں۔ حدیث کے اس ٹکڑے پر غور کیجئے۔

اردت ان اعلم النساء ان لیس الی الاباء من الامر شی الخ

چھٹی حدیث

عن عائشۃ قالت خیرت بریرہ علی زوجہا حین عتقت متفق علیہ

چونکہ بریرہ کا شوہر مغیث اصح مذہب کے مطابق غلام تھا۔ اس لئے بریرہ کے آذاد ہونے کے بعد کفاءت فی الحریت باقی رنہیں رہی۔ لہذا رسول اللہ ﷺ نے بریرہ کو اختیار دے دیا۔ یہ ہے طریق استدلال جسے قائلین بالکفاءت پیش کرتے ہیں۔ مگر ہماری تحقیق میں کفاءت کا اثبات اس حدیث سے بھی درست نہیں۔ بلکہ جو شخص بھی حرا ور عبد میں تفریق کر سکتا ہے۔ حریت اور عبدیت کے فرق کو مد نظر رکھ کر یہ کہہ سکتا ہے۔ کہ لونڈی کو چونکہ اپنے نکاح کا ذاتی اختیار کوئی نہیں ہوتا۔ بلکہ مالک جس شخص کے ساتھ چاہے اس کا نکاح کر سکتا ہے۔ اگرچہ لونڈی اس آدمی کے ساتھ نکاح پر راضی نہ ہو۔ لیکن حریت کے بعد اپنے تمام امور اور سارے معاملات میں صاحب اختیار ہوجانے کی وجہ سے شریعت نے اسے اختیار دے دیا کہ مالک کی ملکیت میں ہونے کی وجہ سے جس غیر اختیاری امر نکاح پر مجبور کی گئی ہے۔ اس پر نظر ثانی کر لے۔ یہ ہے تخیر کی اصل وجہ کفاءت سے اس کا کوئی تعلق نہیں۔ حافظ ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ نے بھی حکمت تخیر بیان کرتے ہوئے یہی لکھا ہے۔ تفصیل کےلئے دیکھو سبل السلام یہ ہے ان دلائل کی حقیقت جسے ناظرین کے سامنے میں نے نہایت اختصار کے ساتھ پیش کردیا ہے۔ اسی طرح کے چند رطب دیا بس آثار بھی ہیں۔ جنہیں میں بخوف طوالت ترک کردیتا ہوں۔ اب ہم زیل میں نبی کریم ﷺ اور صحابہ کرام رضوان اللہ عنہم اجمعین کے عملی نمونے پر روشنی ڈالتے ہیں۔

نبی کریم ﷺ اور صحابہ کرام رضوان اللہ عنہم اجمعین کے عملی کارنامے

سالار قافلہ امت سرور عالم علیہ افضل الصلواۃ والسلام کی سگی پھوپھی زاد بہن زینب بنت جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہ بنی اسد بنی خزیمہ کی عزت اور رفعت شان کا کون منکر ہوسکتا ہے۔ مگر آپ ﷺ نے زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا نکاح زید جیسے غلام سے کردیا تھا۔ کہاں ہے۔ ''کفاءت فی الحرتیہ''

2۔ فاطمہ بت قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہا قرشیہ فہریہ کو دیکھو خاندان قریش سے تعلق رکھنے کے باوجود آپ ﷺ کے ہی مشورہ سے اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ جیسے غلام زادہ سے نکاح کرتی ہیں۔

3۔ عرب کے مشہور ومعروف قبیلہ بنی بیاضہ کو کون نہیں جانتا مگر آپ ﷺ نے ابوہند حجام کےلئے انکے یہاں شادی کا پیغام بھیجا۔

4۔ عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی جلالت شان اور خاندانی شہرت سے کون واقف نہیں مگر آپ کی بہن ہالہ بنت عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا نکاح بلال جیسے حبشی النسل سے ہوا تھا۔

5۔ خلیفہ ثانی فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ قرشی نے اپنی بیٹی حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو سلمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ جیسے فارسی النسل پر پیش کیا تھا۔ (سبل)

6۔ خاندان بنی ہاشم کی محترم خاتون ضباعہ بنت الزبیر الہاشمیہ مقداد بن الاسود الکندی کے نکاح میں تھیں۔ کہاں بنی ہاشم اور کہاں بنی کندہ۔

7۔ ابو حزیفہ بن عتبہ ربیعہ جیسی محترم خاتون قرشیہ کا نکاح سالم بن معقل آذاد کردہ غلام سے کردیا تھا۔

باشندگان یثرب کے غرور اور عجب تکبر کو دیکھو کہ جس وقت زمانہ جاہلیت میں سردار مکہ نے ایک انصاریہ خاتون کےلئے نکاح کا پیغام بھیجا۔ تو انصار کا مغرور قبیلہ اس شرط پر راضی ہوا کہ سردار مکہ کو ان کی لڑکی اپنے مکان پر رخصت کرالانے کا کوئی اختیار نہ ہوگا۔ یہ تھی ان کی جہالت اور آبائی نخوت وغرور۔ مگر جب آپ ﷺ نے آبائی غرور وتکبر کا خاتمہ کردیا۔ تو بلال حبشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خواہش نکاح کا اظہار کرتے ہی بیسیوں انصار اپنی بیٹیاں دینے کےلئے تیار ہوگئے۔

یہی نہیں بلکہ عرب کا مشہور شاعر شہزادہ امرواالقیس ملک جلیل جس محترم خاتون کے جد امجد کا بہت بڑا مداح تھا۔ اسی ممدوح اعظم کی پوتی بھی ایک ادنیٰ مسلمان کے نکاح میں رہ کر اس کی کفش برداری پر فخر کرتی تھی۔

نہایت اختصار کے ساتھ یہ چند واقعات لکھ دیئے گئے ہیں۔ جن کے پیش نظر ہر صاحب بصیرت فیصلہ کرسکتا ہے۔ کہ کفاءت فقہی کوئی چیز نہیں۔ اگر شریعت مطہرہ میں کوئی چیز معتبر

ہے۔ تو وہ کفاءت فی الدین ہے۔ یہی مذہب ہے زید بن علی رحمۃ اللہ علیہ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ عمر و ابن مسعود رحمۃ اللہ علیہ ابن سیرین عمر بن عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ وغیرہم کا۔ (اخبار اہلحدیث 12 ربیع الاول 1357 ہجری)

ھذا ما عندي واللہ أعلم بالصواب

فتاویٰ ثنائیہ امرتسری

جلد 2 ص 181

محدث فتویٰ